33591-زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا سوال کہ میں کس کی بیٹی ہوں

سوال

میں ایک غیر شرعی لڑکی ہوں، والدین کی شادی کے وقت میری عمر دس ماہ تھی، اوراب دوسال سے انہیں طلاق ہوچکی ہے، میں نے پیدائش سے لیکر آج تک اپنے والد کی طرف نسبت کرتے ہوئے انہی کا نام استعمال کیا اوروہ بھی مجھے اپنی بیٹی ہونے کا اعتراف کرتا ہے، توکیا میں اب اپنا نام بدلتے ہوئے نسبت والدہ کی طرف کروں ؟

میں نے آپ کی ویب سائٹ پر جوابات کا مطالعہ کیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مجھ پر ضروری اورواجب ہے کہ میں والدہ کا نام استعمال کروں، لیکن شیخ ابن جبرین حفظ اللہ تعالی کا جواب اس کے برعکس ہے۔

اورسوال نمبر (5967) کے جواب میں ذکر ہے کہ اگر والد اقرار کرے کہ وہ ہی بچے کا باپ ہے تووالد کا نام استعمال کرنا جائز ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ وضاحت کردیں۔

پسندیدہ جواب

اول :

ہم یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ زنا سے پیدا شدہ بچے کا یقینی طور پر والدین کے جرم (زنا) سے کوئی تعلق نہیں، اوراس بچے کے حقوق بھی باقی سب مسلمانوں کے حقوق کی طرح ہی ہیں چاہے وہ بچہ ہویا بچی، اوراس بچے کو بھی چاہیئے کہ وہ اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرے تا کہ اسے جنت حاصل ہوسکے۔

دوم :

اگر عورت شادی شدہ ہو توزانی کے بچے کووالد سے ملحق کرنے کے بارہ میں علماء کرام اس کے بارہ میں دو قول رکھتے ہیں کہ آیا بچے کی نسبت والد کی طرف ہوگی یا نہیں ؟

اس کا بیان کچھ اس طرح ہے :

اگر عورت شادی شدہ ہواورشادی کے چھ ماہ بعد بچے کی پیدائش ہوجائے تواس بچے کی نسبت خاوند کی طرف ہی ہوگی اوراس سے بچے کی نفی نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ اپنی بیوی سے لعان کرے ۔

اوراگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے اوریہ بچہ اس زنا سے ہے تواجماع کے اعتبار سے اس کی بات تسلیم نہیں ہوگی اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(بچہ بستر والے (یعنی خاوند) کے لیے ہے اورزانی کے لیے پتھر ہیں) صحیح بخاری حدیث نمبر (2053) صحیح مسلم حدیث نمبر (1457)۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

علماء کرام کا اجماع ہے کہ اگر بچہ مرد کے بستر پر پیدا ہوا اور کوئی دوسرا شخص اس کا دعوی کرے تو بچے کی نسبت دعوی کرنے والے کی طرف نہیں کی جائے گی، لیکن اگر بچہ بستر کے علاوہ (شادی کے بغیر) پیدا ہو تو اس میں اختلاف ہے۔

اگر عورت بیوی نہ ہو اور زنا سے بچہ پیدا ہو جائے اور زانی اس کا دعوی کرے تو کیا اس بچے کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی؟

جمہور علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس حالت میں بچہ کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جائے گی۔

حسن اور ابن سیرین اور عروہ، امام نخعی، اسحاق، سلیمان بن یسار رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ بچہ اس (زانی کی طرف منسوب ہوگا۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا قول نقل کیا ہے

(علی بن عاصم نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے راویت کیا ہے کہ ان کا قول ہے: میرے خیال میں اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے زنی کرے اور اس سے وہ حاملہ ہو اور وہ اس حمل میں ہی اس سے شادی کرلے اور اس پر پردہ ڈالے رکھے اور وہ بچہ اسی کا ہوگا)۔ المغنی (122/9)۔

اور ابن مفلح رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے:

ہمارے شیخ اور استاد (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے یہ اختیار کیا ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنے زنا کی بچے کی نسبت اپنی کرنے کا مطالبہ کیا اور وہ عورت اس کی بیوی نہ ہو تو اس بچے کے الحاق اس کی طرف کر دیا جائے گا۔ اھ دیکھیں: الفروع (625/6)۔

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے:

(جمہور کے قول کے مطابق اگر عورت زانی کی بیوی نہ ہو تو اس کے بچے کا الحاق زانی سے نہیں ہوگا، اور حسن، ابن سیرین رحمہم اللہ تعالی کا قول ہے جب وطی کرنے والے کو حد لگا دی جائے تو بچہ اس سے ملحق ہوگا اور وارث بھی ہوگا۔

اور ابراھیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: جب اسے حد لگا دی جائے اور یا پھر وہ زنی کی جانے والی عورت کا مالک بن جائے تو بچے کی نسبت اس کی طرف کر دی جائے گی، اور اسحاق رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے: اس کا الحاق کر دیا جائے گا۔

اور اسی طرح عروہ، اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ تعالی سے بھی یہی قول منقول ہے)۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے:

اور اسی طرح اگر عورت زانی کی بیوی نہ ہو تو اس کے بچے کی زانی کی طرف نسبت کرنے میں اہل علم کے دو قول ہیں:

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (بچہ خاوند کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں)۔

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ صاحب فراش یعنی جس کی بیوی ہے اس کا قرار دیا ہے نہ کہ زانی کا، اور اگر عورت کسی کی بیوی نہ ہو تو حدیث اسے بیان نہیں کرتی۔

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جاھلیت میں پیدا ہونے والے بچوں کوان کے باپوں کی طرف ہی منسوب کیا تھا، اوراس مقام پر اس مسئلہ کی تفصیل کا موقع نہیں ۔ دیکھیں : الفتاوی الکبری (178/3)۔

جمہور علماء کرام نے زنا سے پیدا شدہ بچے کی نسبت زانی کی طرف نہ کرنے میں مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے :

عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ :

(بلاشبہ جو کسی ایسی لونڈی سے ہو جو اس کی ملکیت نہیں اوریا پھر کسی آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کیا تو اس کا الحاق اس سے نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ اس کا وارث ہوگا، اوراگر وہ جس کا دعوی کررہا ہے وہ صرف اس کا دعوی ہی ہے اور وہ ولد زنا ہی ہے چاہے وہ آزاد عورت سے ہو یا پھر لونڈی سے)۔

مسند احمد حدیث نمبر (7002) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2746)، علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابوداود میں اور شیخ ارناؤوط رحمہ اللہ نے تحقیق المسند میں اسے حسن قرار دیا ہے، اورابن مفلح رحمہ اللہ تعالی نے اس سے جمہور کے مذھب کی دلیل لی ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ولد زنا زانی سے ملحق نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا وارث بنے گا چاہے زانی اس کا دعوی بھی کرتا رہے ۔

اوراس میں شک نہیں کہ بچے کو کسی بھی شخص کی طرف منسوب کرنا بہت ہی عظیم اور بڑا معاملہ ہے جس کے بارہ میں بہت سے احکام مرتب ہوتے ہیں مثلا وراثت، عزیز واقارب، اوراس کے لیے محرم وغیرہ ۔

بہر حال اس بحث کا لب لباب یہ ہے کہ زنا سے پیدا شدہ بچے کی نسبت زانی کی طرف نہ کرنے کا فتوی جمہور علماء کرام کے موافق ہے ۔

اوررہا مسئلہ شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ تعالی کے بارہ میں تو ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی اس کلام کی بنیاد دوسرے قول پر رکھی ہو جو کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔

لھذا جمہور علماء کرام کے قول کے مطابق زنی سے پیدا شدہ بچہ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی زانی کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی یہ کہا جائے گا وہ بچہ زانی کا ہے بلکہ اس کی نسبت ماں کی طرف کی جائے گی اور وہ بچہ ماں کا محرم ہوگا اور باقی بچوں کی طرح وارث بھی ہوگا ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

(وہ بچہ جو زنا سے پیدا ہوا ہو وہ اپنی ماں کا بچہ ہوگا اور باپ کا نہیں، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمومی فرمان ہے :

(بچہ بیوی صاحب فراش (بیوی والے کا ہے) اور زانی کے لیے پتھر ہیں)

اور عاھر زانی ہے جس کا بچا نہیں، حدیث کا معنی تو یہی ہے، اوراگر وہ توبہ کے بعد اس عورت سے شادی بھی کرلے کیونکہ بچہ تو پہلے پانی سے پیدا ہوا ہے اس لیے وہ اس کا بیٹا نہیں ہوگا اور نہ وہ بچہ زانی کا وارث ہوگا اوراگر وہ اس کا دعوی بھی کرے کہ وہ اس کا بچہ ہے پھر نہیں اس لیے کہ اس کا وہ شرعی طور پر بچہ ہی نہیں) انتھی ۔ یہ قول فتاوی اسلامیہ (370/3) سے نقل کیا گیا ہے ۔

اور شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کے فتاوی میں ہے کہ زانی کے پانی سے پیدا شدہ بچہ زانی کا شمار نہیں ہوگا ۔ اھ دیکھیں فتاوی شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ (146/11)۔

واللہ اعلم.